رسول اللہ ﷺ نے پڑوسیوں کے آپس میں عصمت اور مال کی حفاظت کا فریضہ پامال کرنے کی شدت اس طرح بیان فرمائی ہے:عن المقداد بن الأسود ؓ قال: سألَ رسولُ اللہِ ﷺ اصحابَہُ عن الزنیٰ فقالوا:''حرامٌ حرَّمَہُ اللہُ ورسولُہُ'' فقال:''لأن یزنیَ الرجلُ بعشرِ نسوۃٍ أیسرُ علیہِ مِن أن یزنِیَ بامرأۃِ جارِہٖ'' وسألَھم عن السَّرِقَۃِ فقالوا:''حرامٌ، حرَّمَہُ اللہُ ورسولُہُ'' فقالَ''لأنْ یَسرقَ مِن عشرۃِ أبیاتٍ أیسرُ علیہِ مِن أن یسرقَ مِن بیتِ جارِہٖ'' [الأدب المفرد للبخاری ح:۱۰۳ وصححہ الألباني، المعجم الکبیر للطبراني ح:۱۶۹۹۳، المعجم الأوسط ح:۶۳۲۲] ''حضرت مقداد بن الأسود ؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام ؓ سے زنا کے بارے میں پوچھا، انہوں نے عرض کیا:''یہ حرام ہے، کیونکہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کر دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''یقیناً انسان کا دس عورتوں سے زنا کرنا پڑوس کی ایک عورت سے زنا کرنے سے نسبتاً ہلکا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان سے چوری کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:''یہ بھی حرام ہے؛ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کر دیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بیشک آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنا اپنے پڑوس کے گھر سے چوری کی نسبت ہلکا ہے۔''

ہر انسان کو عموماً اور مسلمان کو خصوصاً ان شدید گناہوں کی حرمت کا یقین ہے۔ اللہ پاک نے ان پر حد بھی مقرر فرما رکھی ہے۔ کسی گناہ پر لعنت، غضب یا حدود وقصاص کا مقرر ہونا اس کے''کبیرہ'' ہونے کی دلیل ہے۔

الصادق المصدوق ﷺ نے ان کبیرہ گناہوں کی شدت پر پڑوسی کے حقوق کی خلاف ورزی بھی شامل ہونے پر گناہ میں (1+) کے وہم کی تردید کرتے ہوئے (10×) سے بھی زیادہ بڑھ جانے کی خبر دی ہے۔

زبانِ رسالت مآب ﷺ پر ان دونوں سوالوں کے خاص اہتمام کا مقصد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے پڑوسی کی جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کو اپنا شرعی واخلاقی فریضہ سمجھے۔ اس فرض کی ادائیگی کے ذریعے معاشرے کا ہر فرد نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا معاون اور برائی کے کام میں رکاوٹ بن جائے۔ اللہ پاک امت اسلامیہ کے ہر فرد کو ایک دوسرے کا پاسبان بنائے اور شرعی احکام پر عمل کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین

روشن خیالی اور میانہ روی

یوسف ظفر کوروی M.A,B.Ed.

''روشن خیالی'' کا مفہوم ہے: ''توفیقِ الٰہی سے انسان کے اندر صحیح سمت دیکھنے اور سوچنے کا داعیہ پیدا ہونا''۔ اس توفیق سے سرشار انسان شیطان اور اس کے چیلوں سے کبھی دھوکا نہیں کھاتا۔ مسلمان شریف الطبع ہوتا ہے؛ منافق دھوکے باز اور ذلیل ہوتا ہے۔ دوسرے انسانوں کی بہتری چاہنا بھی روشن خیالی ہے۔ اپنے دینی بھائی کا خیر خواہ ہونا بھی روشن خیالی ہے۔

''روشن خیالی'' اور ''جہالت'' کے باہمی تعلق کو اس فارمولے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ جہالت میں اضافہ جیومیٹریکل پروگریشن (Geomaterical Progression) 1,2,4,8,16,32,64,, کی رفتار سے ہوتا ہے، جبکہ روشن خیالی کی رفتار ریاضیاتی Mathematical Progression یعنی (1,2,3,4,5,6.....) کی رفتار سے ہوتی ہے۔ گزشتہ نصف صدی کا حساب لگائیں تو ''روشن خیالی'' کی راہ پرخطر، محدود اور ضروری وسائل کی کمیابی سے متاثر، جبکہ ''تاریک خیالی'' بے حد نمایاں، فعال اور اسی نسبت سے ضرر رساں نظر آتی ہے۔ اور اس کیفیت میں روز بروز اضافہ نظر آتا ہے۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی معاشرے کے لیے ایک مکمل روشن خیال ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے۔ روزمرہ زندگی کے تمام مسائل کا حل اور معاشرتی وسماجی زندگی کے تمام اصول وضوابط اسلامی تعلیمات میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں روح پھونکنے کے بعد تمام اشیاء کے نام سکھا دیے گئے۔ پھر تمام صلاحیتوں بشمول سماعت، شعور، ادراک، تحمل، برداشت، گفتگو اور presentation کا ٹیسٹ لے کر ان کی برتری فرشتوں کو تسلیم کرا دی گئی۔ ☆ فرشتوں کو ''خیر'' اور ابلیس کو ''شر'' کی علامت بنا دیا گیا۔ اور انسان کو خیر وشر دونوں کی صلاحیت سے مسلح کر کے قبولیت خیر کی شرط پر ''اشرف المخلوقات'' کی سند عطا کر دی گئی۔ ''تاریک خیالی'' کے نتیجے میں ﴿كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ کا نتیجہ بھی سنا دیا گیا۔

☆ قرآن مجید میں واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے ''علم'' کا امتحان لیا گیا۔ دیگر حواس اور صلاحیتوں کے امتحان کا دعویٰ ثبوت کا طلب گار ہے۔ (ابو محمد)

اسلامی تعلیمات کی روشنی اور فطرت انسانی کے رویوں کے خلاف جو شخص روشن خیالی اور میانہ روی کی راہ ترک کر کے انتہا پسندی کا رویہ اپناتا ہے، تو وہ مصائب کو دعوت دیتا ہے۔ معاشرہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ تمام افراد کی سوچ، خیالات، رویے، جذبات، علم، فہم و فراست، شعور، ادراک، عمل، طریقہ عمل، صلاحیتیں اور قوت فیصلہ سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اس لیے ایک درست فارمولے پر سب کا یکجا ہونا ضروری ہے۔ یہی فارمولا ''روشن خیالی'' ہے، اور اس سے بغاوت کرنے والوں کے ہاتھوں پورے معاشرے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

روشن خیالی ایک جامع فلسفہ اور صحیح نظریہ ہے۔ قبل از اسلام انسان غیر انسانی روایات پر عمل کرنے، غلام لونڈیوں کی خرید و فروخت، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے، شراب نوشی، بت پرستی اور جوا پر فخر کرتا تھا۔ تاریکیوں اور جہالتوں میں ڈوبے ہوئے انسان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور انعام ہوا۔ اس کی طرف انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے۔ اور حضرت محمد ﷺ پر ایک عظیم کتاب نازل فرمائی، جس کے آغاز میں ہی فرمایا: ''پڑھ اپنے رب کے نام سے!'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روشن خیالی اس ''علم'' سے آتی ہے، جو انسان کے دل و دماغ سے جہالت کو دور کر دیتا ہے۔

آج دنیا ایک گلوبل ولیج بن چکی ہے۔ مختلف اقوام اور مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے قریب آ رہے ہیں۔ آج انسانوں کو زندگی کا ایک ایسا لائحہ عمل تلاش کرنا ہے، جو تمام تہذیبوں کی بھلائیوں کو بلا تعصب قبول کر کے، تمام خرابیوں سے ناتہ توڑ کے، ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ کر ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کا ضامن ہو۔ یہ تبھی ممکن ہے جب پوری قوم اپنے رہن سہن میں میانہ روی اپنائے۔

اسلام ہی وہ جنس گرانمایہ ہے جو تمام تہذیبوں کے موجود اور مفقود ذخیر پر مشتمل ہے۔ اسلام نے ''جیو اور جینے دو'' کا فلسفہ دیا ہے، ''حقوق اور فرائض'' مقرر کیے ہیں۔ اسلام کے معنی ''امن و سلامتی'' کے ہیں۔ فرزندانِ اسلام کی سربلندی تب ہی ممکن ہے جب معاشرے میں اعتدال اور میانہ روی قائم رہے۔ شدت پسندی اور انتہا پسندی' امن و سلامتی کی دشمن ہے۔ اسلام برداشت اور حوصلہ مندی کا درس دیتا ہے۔ اور میانہ روی و عزت نفس کے تحفظ کی سخت تاکید کرتا ہے۔

اسلام پوری دنیا کو بھلائیوں سے بھرنے والا دین ہے۔ اس نے تحمل، برداشت، صبر، ایثار، عاجزی، اطاعت، مثبت سوچ اور انسانی ہمدردی کا درس دیا ہے۔ اسلام کی عطا کردہ روشن خیالی ہی ہر دور کے تقاضوں اور ضرورتوں کا ساتھ دیتی ہے۔

اسلام تعصبات کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور نسلی لحاظ سے انسانی برادری کو برابر شمار کرتا ہے اور شرف و منزلت اور فضیلت و برتری کا جامع اعتدال پسند فارمولا عطا کرتا ہے: ''اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا فرمایا ہے، اور